رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

قادیان

انٹیاسے یا ہر پانچ روپیہ (روہ)

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد (۱۵) | قادیان سورخہ ۲۱ رجون سنہ ۱۹۳۰ء مطابق ۲۳ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر (۱۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں۔

(۲) قاضی محمد علی صاحب نوشہروی کا مقدمہ جو زیر دفعہ ۱۵۳/۲۹۲ تعزیرات ہند ماخوذ ہیں۔ ۱۲-۱۳-۱۴ رجون کو ٹبالہ میں بعدالت پنڈت چاند نرائن صاحب مجسٹریٹ درجہ اوّل پیش ہوا۔ ملزم کی طرف سے مولوی فضل الدین صاحب و مرزا عبدالحق صاحب پلیڈر پیروکار تھے۔ اور استغاثہ کی طرف سے کورٹ انسپکٹر حاضر ہوئے۔ ۱۲ رجون کو مستری عبدالکریم ولد مستری فضل کریم کا بیان ہوا۔ ۱۳ اور ۱۴ رجون کو ملزم کے وکلاء کی طرف سے جرح شروع ہوئی۔ جو ابھی ختم نہیں ہوئی۔ اسلئے آئندہ پیشی ۲۵ رجون مقرر ہوئی ہے۔ جس میں عبدالکریم کے بیان پر بقیہ جرح اور دیگر گواہان استغاثہ کی شہادت ہوگی۔ قاضی محمد علی صاحب خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ اور کوئی تشویش یا فکر ان کو نہیں۔ جیل میں بھی وہ قیدیوں کو تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ اور خدا کے فضلوں کے امیدوار ہیں۔

دوسرا مقدمہ جو پولیس کی طرف سے زیر دفعہ ۱۵۳/۲۹۲ تعزیرات ہند مستریوں کے خلاف ہے۔ اس میں ۱۷ رجون کو مقدمہ پولیس کی طرف سے شہادت استغاثہ پیش ہوگی + تیسرا مقدمہ جو گورداسپور میں پولیس کی طرف سے زیر دفعہ ۳۰۲/۳۰۷ تعزیرات ہند ہے۔ جس میں عزیزم چوہدری جمال الدین صاحب بعدالت دیوان سکھانند صاحب چھبل رہا ہے۔ اس میں ۲۷ رجون کو بدیں شہادت صفائی مقرر ہے۔ احباب دعا فرماویں۔ اور ہمارے سب ملزمان پر رحم و کرم کی نظر کرے۔ آمین

سرحد پشاور پر حکومت کا جارحانہ اقدام

مہمندوں کی سرحد پر بمونکی بارش

پشاور ۱۲ رجون۔ آج مہمندوں کی سرحد پر بم برسائے گئے۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ دو روز قبل جو بم پھینکے گئے تھے۔ ان سے حاجی صاحب کے آدمیوں کا سخت نقصان ہوا ہے۔ ان کے فرزند کو غار چھوڑ کر اندرون ملک میں کسی سلامتی کے مقام پر جانے کے لئے مجبور کر دیا گیا۔ (ا-پ)

ضلع پشاور کی شمالی سرحد پر ہوائی تاخت

شملہ ۱۲ رجون۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی تازہ ترین اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ اب صورت حالات عام طور پر پُرامن ہے۔ ضلع ہزارہ میں اوگی کے قریب مخالف قبائل کے گروہوں کی موجوگی کے پیش نظر وہاں کی فوج میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔

ضلع پشاور کی شمالی سرحد پر حاجی صاحب کے ہمراہیوں کے خلاف ہوائی تاخت جاری ہے۔ حاجی صاحب کے لشکریں روز بروز بددلی پھیل رہی ہے۔ اور بادشاہ گل کا رسوخ زوال پذیر ہے۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ حال ہی میں آفریدیوں کے خلاف جو کارروائی کی گئی تھی۔ اس میں ان کا بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ آفریدی ملک اپنے نوجوانوں پر قابو پانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن انکی حالت ابھی تک غیر یقینی ہے۔ وزیرستان میں ہر طرح امن ہے ٭

چارسدہ کے وفاداروں کا جلسہ

پشاور۔ ۱۲ رجون۔ مصدقہ طور پر معلوم ہوا ہے کہ حاجی ترنگ زئی کے آدمیوں میں پھوٹ پڑ گئی ہے عثمان خیلی حاجی صاحب کے صاحبزادے پر الزام لگا رہے ہیں۔ کہ اس نے پشاور کے خلافتیوں سے روپیہ لیا ہے۔

چارسدہ میں وفاداروں کا ایک کامیاب جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں حکومت کے ساتھ اظہار وفاداری کیا گیا۔ اور اس علاقہ کی موجودہ شورش کی مذمت کی گئی ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبروں کا گلدستہ

(از)

——— لنڈن کے اخبار سنڈے ایکسپریس میں جس کی اشاعت بیس لاکھ ہے۔ حال میں یہ عجیب اعداد چھپے ہیں۔ برطانیہ کے کارخانوں اور دکانوں میں اور سڑکوں پر امن و امان کے زمانہ میں جس قدر ہلاک اور مضروب ہوتے رہتے ہیں۔ ان کی تعداد اُن لوگوں سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ کہ جتنے جرمنی کے خلاف جنگ عظیم میں برطانیہ کی فوج کے آدمی قتل یا زخمی ہوئے۔

جنگ عظیم میں برطانیہ کی سلطنت کی کل افواج کا نقصان حسب ذیل ہوا۔ دس لاکھ نواسی ہزار نوسو ۱۹۔ آدمی مارے گئے۔ اور ۴۲ لاکھ ۹۸۸ آدمی زخمی ہوئے۔ اس حساب سے مقتولین اور مجروحین کی تعداد ۴۳ لاکھ ۹۰ ہزار ۹۰۷ ہوئی۔

اب اس جنگی نقصان کے مقابلہ میں ۱۹۱۸ء میں صنعتی کارخانوں میں ۲۷ ہزار نوسو دس آدمی ہلاک ہوئے اور ۱۴ لاکھ ۴۴ ہزار سات سو اکیس آدمی زخمی ہوئے۔

سڑکوں پر موٹر اور لاریوں کے نیچے آنے سے ۵۷ ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔ اور چودہ لاکھ ۵۰ ہزار آدمی زخمی ہوئے۔ گویا زمانہ امن میں برطانیہ میں ۵۶ لاکھ ۷۸ ہزار ۶ سو ۳۱۔ آدمی ہلاک اور مجروح ہوئے یہ میزان کل انگلستان کی آبادی سے زیادہ ہے۔ بلکہ جنگ جنوبی افریقہ میں برٹش فوج کے جس قدر آدمی ہلاک اور مجروح ہوئے۔ یہ تعداد اس تعداد سے بہت زیادہ ہے۔ جنوبی افریقہ کی لڑائی میں ۵ ہزار سات سو ۷۴۔ آدمی قتل ہوئے۔ بیس ہزار آدمی بیماری سے مرے۔ اور ۲۲ ہزار ۸ سو ۲۹ آدمی زخمی ہوئے۔

سب سے زیادہ خدشہ کی بات یہ ہے۔ کہ باوجود زمانہ موجودہ کی حفاظتی تدابیر کے موٹر کار چلانے والوں اور پیدل چلنے والوں میں فرسٹ ایڈ کا پروپیگنڈا کرنے کے باوجود بھی ہلاکت اور مضروبات کی تعداد روز افزوں بڑھتی جاتی ہے۔ (پیسہ)

——— "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کا نامہ نگار خصوصی مقیم لنڈن رقمطراز ہے۔ کہ مصدقہ طور پر معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض اصحاب کے نام گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے دعوت نامے جاری ہو چکے ہیں۔ اب تک جن اصحاب کو اس قسم کی دعوتیں موصول ہوئی ہیں۔ ان میں مسٹر سری نواس شاستری۔ مسز بسینٹ اور مسٹر این۔ ایم جوشی بھی جو آج کل یورپ میں ہیں شامل ہیں۔

——— مسٹر ریمزے میکڈانلڈ سائمن رپورٹ کی دوسری جلد کی اشاعت کے فوراً بعد دارالعوام میں گول میز کانفرنس کے مقصد اور ارکان کے متعلق ایک اہم بیان دینگے۔

——— نئی دہلی ۱۳ رجون۔ مسٹر نائر جنہوں نے گاندھی جی کے ساتھ احمد آباد سے کوچ کیا تھا۔ جو گاندھی جی کی طرف سے دہلی میں متعین کئے گئے تھے۔ کل رات نریلا گاؤں میں زیر دفعہ ۱۰۸ ضابطہ فوجداری گرفتار کر لئے گئے۔ مسٹر نائر نے دہلی میں ایک ستیہ گرہ آشرم کھول رکھا تھا۔ جس میں دو سو رضاکار تربیت پا رہے ہیں۔

——— لاہور ۱۳ رجون۔ گوجرانوالہ کے ایک مجسٹریٹ نے مسٹر ہرنراس وکیل وزیرآباد کے خلاف بیوی کے نان نفقہ کے لئے ۳۰ روپیہ ماہوار کی ڈگری دی تھی۔ آج اس فیصلہ کے خلاف سشن جسٹس ٹیک چند کی عدالت میں مرافعہ پیش کیا۔ اپیلانٹ کی طرف سے مسٹر ہرچند مہاجن اور ریسپانڈنٹ مسمات سیتا دیوی کی طرف سے مسٹر گوبند رام کھنہ پیش ہوئے۔ فریقین کے دلائل سننے کے بعد عدالت نے تجویز پیش کی۔ کہ فریقین راضی نامہ کر لیں۔ اور اپیلانٹ دو سال کا خرچہ یعنی ۷۲۰ روپے بطور ضمانت مسمات سیتا دیوی کے نام کسی بنک میں جمع کرائے۔ اور اسے اپنے مکان پر لے جائے۔

——— لاہور ۱۲ رجون۔ شراب کی دو دکانوں پر پہرہ لگانے کے سلسلے میں آج انیس کانگرسی رضاکار گرفتار کئے گئے۔ اور انہیں لاری میں بٹھلا کر کوتوالی لے گئے ہجوم نے "انقلاب زندہ باد" اور "مہاتما گاندھی کی جے" کے نعرے لگائے۔

خان صاحب مرزا مہدی حسین مجسٹریٹ درجہ اوّل نے ان میں سے سولہ رضاکاروں کے مقدمات کی مختصراً سماعت کی۔ اور چودہ کو مجرم قرار دیکر تین تین ماہ قید بامشقت اور سو سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ دو بری کر دیئے گئے۔

——— کانگرسی کارکن پنڈت مولراج کو ضمانت دینے سے انکار کرنے پر دفعہ ۱۰۸ ضابطہ فوجداری کے ماتحت ایک سال قید بامشقت کی سزا دی گئی۔

——— دیناج پور ۱۳ رجون۔ یہاں پر ایک بڑا دلچسپ واقعہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک شخص حجام کے پاس حجامت بنوانے کے لئے گیا۔ حجام نے نصف ڈاڑھی مونڈنے کے بعد باقی حصہ مونڈنے سے انکار کر دیا۔ حجامت بنوانے والے کے دریافت کرنے پر حجام نے کہا۔ کہ تم نے آدھے کپڑے کھدر کے اور آدھے بدیشی پہنے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں تمہاری آدھی ڈاڑھی مونڈوں گا۔ اس پر دونوں میں جھگڑا ہو گیا۔

——— کاکول ۱۳ رجون۔ رائل گڑھوال رائفلز کے جن ۱۷ مین کمشنڈ ہندوستانی افسران کے خلاف پشاور میں گولی چلانے سے انکار کرنے کے الزام میں کورٹ مارشل ہوا تھا۔ آج اس کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے۔ ایک آدمی کو عمر قید کا کالا پانی کی سزا۔ ایک کو ۵ سال قید سخت کی سزا۔ اور باقی آدمیوں کو تین سال سے لیکر دس سال تک کے عرصہ کی سزائے قید ملی ہے۔

——— جالندھر کے پنڈت مولراج اور لالہ بنارسی داس پر مقدمہ چل رہا تھا۔ جس کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ پنڈت مولراج سے دو ہزار روپیہ کی ضمانت ایک سال کے لئے مانگی گئی ہے۔ اور لالہ بنارسی داس سے ایک ہزار روپیہ کی ایک سال کے لئے۔ دونوں نے ضمانت دینے سے انکار کر دیا۔ اور جیل میں چلے گئے۔

——— جہلم ۱۰ رجون۔ رات کے ۱۱ بجے سردار بلونت سنگھ جو کانگرس کمیٹی گوجرہ کے کارکن ہیں۔ جلسہ کانگرس میں تقریر کرتے ہوئے گرفتار کئے گئے ہیں۔ آپ کی گرفتاری گوجرخاں ضلع راولپنڈی کی تقریر پر ہوئی ہے۔

——— لاہور ۱۳ رجون۔ رائے زادہ ہنسراج۔ ڈاکٹر سنگھ خان چند دیو۔ ڈاکٹر شادی لال ہوشیارپوری۔ سردار ہری جالندھری کو جو پولیٹیکل قیدی ہیں۔ گجرات جیل میں لے جایا گیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ رجون سنہ ۱۹۳۰ء

کلام الامام

(از مسیح موعود علیہ السلام)

آنحضرت صلعم کے بعد نبی

(۲)

ایک صاحب نے سوال کیا۔ کہ حضور جب سلسلہ موسوی اور سلسلہ محمدی میں مماثلت ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ اس سلسلے کے خادم تو نبی کہلائے۔ مگر ادھر اس طرح کوئی بھی نبی نہ کہلایا؟

فرمایا کہ مشابہت میں ضروری نہیں۔ کہ مشبہ اور مشبہ بہ بالکل آپس میں ایک دوسرے کے عین ہوں۔ اور ان کا ذرا بھی آپس میں خلاف نہ ہو۔ اب ہم جو کہتے ہیں۔ کہ فلاں شخص شیر ہے۔ تو اب اس میں کیا بھلا ضروری ہے۔ کہ اس شخص کے لمبے لمبے بال بھی ہوں۔ چار پاؤں بھی ہوں۔ اور دم بھی ہو۔ اور وہ جنگلوں میں شکار بھی کرتا پھرے۔ بلکہ جس طرح من وجہ تشابہ ہوتا ہے۔ ویسا ہی من وجہ مخالف بھی ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ نے کنتم خیر امۃ تو ہمیں ہی فرمایا ہے۔ جو اعلیٰ درجہ کی خیر اور برکات تھے۔ وہ اسی امت میں جمع ہوئے ہیں۔ آنحضرتؐ کا زمانہ ایسے وقت تک پہنچ گیا ہوا تھا۔ کہ دماغی اور عقلی قویٰ پہلے کی نسبت بہت کچھ ترقی کر گئے تھے اُس زمانے میں تو ایک گونہ جہالت تھی۔ اب کوئی کہے۔ کہ اس طرح بھی تشابہ نہ ہوا۔ تو یہ اس کا کہنا درست نہ ہوگا۔ نبوت جو اللہ تعالےٰ نے اب قرآن شریف میں آنحضرتؐ کے بعد حرام کی ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ اب اس امت کو کوئی خیر و برکت ملے ہی گی نہیں۔ اور نہ اس کو شرف مکالمات اور مخاطبات ہوگا۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ آنحضرتؐ کی مُہر کے سوائے اب کوئی نبوت نہیں چل سکے گی۔ اس امت کے لوگوں پر جو نبی کا لفظ نہیں بولا گیا۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی۔ کہ حضرت موسےٰ کے بعد تو نبوت ختم نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ ابھی آنحضرتؐ جیسے عالی جناب اولوالعزم صاحب شریعت کامل آنیوالے تھے۔ اسی وجہ سے اُن کے واسطے یہ لفظ جاری رکھا گیا۔ مگر آنحضرتؐ کے بعد چونکہ ہر قسم کی نبوت بجز آنحضرتؐ کی اجازت کے بند ہو چکی تھی۔ اس واسطے ضروری تھا۔ کہ اس کی عظمت کی وجہ سے وہ لفظ نہ بولا جاتا۔ ماکان محمدٌ ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے جسمانی طور سے آپؐ کی اولاد کی نفی بھی کی ہے۔ اور ساتھ ہی روحانی طور سے اثبات بھی کیا ہے۔ کہ روحانی طور سے آپؐ باپ بھی ہیں۔ اور روحانی نبوت اور فیض کا سلسلہ آپؐ کے بعد جاری رہے گا۔ اور وہ آپ میں سے ہو کر جاری ہوگا۔ نہ الگ طور سے وہ نبوت چل سکے گی۔ جس پر آپ کی مُہر ہوگی۔ ورنہ اگر نبوت کا دروازہ بالکل بند سمجھا جائے۔ تو نعوذ باللہ اس سے تو انقطاع فیض لازم آتا ہے۔ اور اس میں توہین ہے۔ اور نبی کی ہتک شان ہوتی ہے۔ گویا اللہ تعالےٰ نے اس امت کو جو کہا۔ کہ کُنتم خیر امۃ یہ جھوٹ تھا۔ نعوذ باللہ۔ اگر یہ معنے کئے جاویں۔ کہ آئندہ کے واسطے نبوت کا دروازہ ہر طرح سے بند ہے۔ تو پھر خیر الامۃ کی بجائے شر الامم ہوئی یہ امت۔ جب اس کو اللہ تعالےٰ سے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی نصیب نہ ہوا۔ تو یہ تو کالانعام بل ھم اضل ہوئی۔ اور بہائم سیرت اسے کہنا چاہیئے۔ نہ کہ خیر الامم۔ اور پھر سورۃ فاتحہ کی دعا بھی لغو جاتی ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم تو سمجھنا چاہیئے۔ کہ اُن کے پلاؤ زردے مانگنے کی دعا سکھائی ہے۔ اور ان کی جسمانی لذات اور انعامات کے ورث ہونیکی خواہش کی گئی ہے ہرگز نہیں۔ اور اگر یہی معنے ہیں۔ تو باقی رہ ہی کیا گیا جس سے اسلام کا علو ثابت ہووے۔ اس طرح تو ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ آنحضرتؐ کی قوت قدسی کچھ بھی نہ تھی۔ اور آپؐ حضرت موسیٰؑ سے مرتبے میں گرے ہوئے تھے۔ کہ اُن کے بعد تو ان کی اُمت میں سے سینکڑوں نبی آئے۔ مگر آپؐ کی اُمت سے خدا کو نفرت ہے۔ کہ اُن میں سے کسی ایک کے ساتھ مکالمہ بھی نہ کیا۔ کیونکہ جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے۔ آخر اس سے کلام تو کیا ہی جاتا ہے۔

نہیں بلکہ آنحضرتؐ کی نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔ مگر آپؐ میں سے ہو کر اور آپؐ کی مہر سے۔ اور فیضان کا سلسلہ جاری ہے۔ کہ ہزاروں اس امت میں سے مکالمات اور مخاطبات کے شرف سے مشرف ہوئے۔ اور انبیاء کے خصائص اُن میں موجود ہوتے رہے ہیں۔ سینکڑوں بڑے بڑے بزرگ گذرے ہیں جنہوں نے ایسے دعوے کئے۔ چنانچہ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی ایک کتاب فتوح الغیب کو ہی دیکھ لو۔ ورنہ اللہ تعالےٰ جو فرماتا ہے۔ کہ من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ۔ اگر خدا نے خود ہی اس امت کو اعمیٰ بنایا تھا۔ تو عجب ہے خود ہی اُسے اعمیٰ بنایا۔ اور خود ہی اعمیٰ کے واسطے زجر اور توبیخ ہے۔ کہ آخرت میں بھی اعمیٰ ہوگی۔ اس اُمت بیچاری کے کیا اختیار۔ اسکی مثال تو ایسی ہی ہے۔ کہ ایک شخص کسی کو کہے۔ کہ اگر تو اس مکان سے گر جاوے گا۔ تو تجھے قید کر دیا جاوے گا۔ مگر پھر اُسے خود ہی دھکا دیدے۔ گویا نبوت کا سلسلہ بند کر کے فرمایا۔ کہ تجھے مکالمات اور مخاطبات سے بے بہرہ کیا گیا۔ اور تو بہائم کی طرح زندگی بسر کرنے کے واسطے بنائی گئی۔ اور دوسری طرف کہتا ہے۔ کہ من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ۔ اب بتاؤ کہ اس متناقض کا کیا جواب ہے۔ ایک طرف تو کہا کہ خیر امت اور دوسری طرف کہدیا کہ تو اعمیٰ ہے۔ آخرت میں بھی اعمیٰ ہوگی۔ نعوذ باللہ کیسے غلط عقیدے بنائے گئے ہیں۔

اور اگر کوئی باہر سے اس کی اصلاح کے لئے آگیا۔ تو بھی مشکل اس اُمت کے نبی کی ہتک شان اور قوم کی بھی ناک کٹی ہوئی۔ کہ اس میں گویا کوئی بھی اس قابل نہیں۔ کہ اصلاح کرنیکے قابل ہو سکے۔ اور کسی کو یہ شرف مکالمہ عطا نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس پر بس نہیں بلکہ آنحضرتؐ پر اعتراض آتا ہے۔ کہ ایسے بڑے نبی ہو کر اُن کی اُمت ایسی کمزور اور گئی گذری ہے۔ ایسا نہیں بلکہ بات یوں ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے بعد بھی آپ کی امت میں بھی نبوت ہے اور نبی ہیں۔ مگر لفظ نبی کا بوجہ عظمت نبوت استعمال نہیں کیا جاتا۔ لیکن برکات اور فیوض موجود ہیں۔ (الحکم ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہودی مشن

رند امرتسری کے فیصلہ کی تجویز

(۳)

ہاجی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث میں مضمون کے چار نمبروں کے بعد ایک سُرخی "فیصلہ کی آسان تجویز" کے الفاظ میں پیش کی ہے۔ اس سُرخی کے نیچے آپ لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"قادیانی مریدوں نے خلیفہ قادیانی کے آٹھ آٹھ آنسو رونے پر پبلک اہل اسلام سے دردناک اپیل شائع کی ہے۔ جس میں یہ فقرہ بھی لکھا ہے۔ کہ الزام لگانے والوں سے ثبوت پوچھئے۔ ہم بھی اس تجویز کی تائید کرتے ہیں۔ اور صاف صاف کہتے ہیں کہ ایک مشترکہ کمیشن بیٹھنا چاہیئے۔ ایک ایک ممبر فریقین کا اور ایک غیر جانبدار ہو۔ ٹبالہ میں یہ کمیشن نشست کرے۔ فریق مدعی سے اور فریق ملزم سے جواب لے کر شائع کرے۔ جو جھوٹا ہو اس کو جھوٹا قرار دے تاکہ آئندہ کو اس بد اخلاقی کا الزام قطعاً فیصلہ پائے"

(اہلحدیث ۲۵ مئی ۱۹۳۰ء)

جواب

ہاجی صاحب کی عادت غلط بیانی کا علاج تو خدا ہی کرے ہم تو اصلاح کے طور پر ان کی غلط بات کو صحیح طور پر بیان کرنے کے لئے کوشش کر سکتے ہیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ خلیفہ قادیان کے آٹھ آٹھ آنسو رونے پر الخ۔ بالکل بے حقیقت اور غلط بیانی ہے۔

یاد رہے۔ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق یوسف موعود بھی ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے متعلق ہاجی صاحب جانتے ہیں۔ کہ کیسے متقی تھے۔ کہ رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ کی دعا میں مصری عورتوں کی ناجائز دعوت پر جیلخانہ کی زندگی کو ترجیح دینے والے تھے۔ اور باوجودیکہ آپ کا باعصمت دامن بے لوث اور پاک تھا۔ عزیز مصر کی بیوی نے باوجود خود مجرمانہ حرکت کی مرتکب ہونے کے اپنے شوہر عزیز سے مخاطب ہو کر کہنے لگی۔ کہ ما جزاء من اراد باھلک سوءاً الا ان یسجن او عذاب الیم۔ کہ اس شخص کی سزا کیا ہو سکتی ہے جو تیری اہلیہ کے متعلق برائی کے لئے اور بُرے فعل کے لئے ارادہ ظاہر کرے بجز اس کے کہ وہ جیل میں جائے یا دردناک عذاب اسے پہنچے۔ چنانچہ آخر یہی ہوا کہ حضرت یوسف جیل میں ڈالے گئے۔ کس الزام اور جرم میں سارے مصر میں تو اس کا سبب یہی مشہور کیا گیا۔ کہ یوسف عزیز مصر کی بیوی کے متعلق ناجائز فعل کا مرتکب ہوا ہے۔ اب مسلمان سب کے سب ان کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔ اور اس الزام سے بجز نادان مفتروں اور قصہ گوؤں کے ان کے دامن کو ہر ناپاک نسبت سے پاک اور بری سمجھتے ہیں۔ گو حضرت داؤدؑ اور یاحتی کی بیوی کے الزام میں اور حضرت ابراہیمؑ جیسا صدیق اور خلیل صفت تین جھوٹوں کے الزام میں ابھی تک بہت سے مسلمانوں کے نزدیک مبتلا شدہ بتلائے جاتے ہیں۔ حالانکہ سورۂ نور میں قصۂ افک میں جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بیان ہوا۔ خدا تعالےٰ نے لوگوں کو تعلیم دی ہے۔ کہ لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون والمؤمنات بانفسھم خیراً وقالوا ھذا افک مبین۔ کہ جب ایسی بات سنی تھی۔ تو ایمان والوں کو چاہیئے تھا۔ کہ اپنے لوگوں کی نسبت نیک ظن کی بنا پر یہ کہتے۔ کہ یہ بات تو کھلا جھوٹ اور تہمت ہے۔ پس اس تعلیم اور تلقین الٰہی کے ہوتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ ثانی اور یوسف موعود کی مقدس اور مطہر ذات کے متعلق کسی مسلمان خصوصاً کسی احمدی مسلمان کے دل میں وہم تک بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جو آپ کی شان تقدس کے خلاف پایا جاتا ہو۔ اور مباہلہ والوں کی بے ہودہ اور ناپاک اور مفتریانہ الزامات اور اتہامات کے متعلق ہم سب کی زبان پر ھذا افک مبین اور ھذا بہتان عظیم کا فقرہ بمعنے تطہیر و برأت ہر وقت پیش کرنے کے لئے حاضر ہے۔ پس ہمیں کسی کمیشن کے بٹھانے کی ضرورت نہیں ہاں اگر ہاجی ثناء اللہ صاحب ان الزامات کے متعلق جو "آشتہار غضب حق" میں ان پر اور ان کی والدہ ماجدہ پر لگائے گئے ہیں کسی کمیشن کے ذریعہ سے فیصلہ اور تصفیہ کی ضرورت سمجھیں تو انہیں اختیار ہے کہ ٹبالہ میں یا امرتسر اور لاہور میں ایسا کمیشن بٹھا کر پبلک کی تسلی کے لئے تصفیہ کی غرض سے کوشش فرماویں۔ کیونکہ وہ معاملہ بھی تو ابھی تک تصفیہ طلب ہے۔

باقی رہا قادیانی مریدوں کی اپیل کا ذکر کر کے اپیل کے اس فقرہ کو نقل کرنا کہ "الزام لگانے والوں سے ثبوت پوچھئے" اس فقرہ سے تو صرف یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پبلک ان سے ثبوت پوچھے۔ کیونکہ ان کا الزام بلا ثبوت ہے۔ اور محض افتراء اور عناد کی بناء پر ہے۔ سو پبلک کو ثبوت پوچھنے کے لئے توجہ دلانا پبلک کو غلط فہمی اور بدظنی سے بچانے اور مباہلہ والوں کی شرارت اور افتراء پردازی پر آگاہ کرنے کی غرض سے ہے۔ نہ کہ کسی احمدی کے اطمینان کے لئے جو کہ اس الزام کو پہلے ہی بہتان عظیم جانتے اور کہتے ہیں۔ پس پبلک کو مباہلہ والوں سے ثبوت مانگنے کی طرف توجہ دلانا اس لئے ہے کہ کہ شریف پبلک مباہلہ والوں کی شرارت سے بآسانی واقف ہو جائے۔

ہاجی صاحب کا آئندہ خطرہ

ہاجی صاحب نے آخری سُرخی "آئندہ خطرہ" کے پرخطر فقرہ سے پیش کی ہے۔ جس کے ماتحت آپ لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"ٹبالہ وغیرہ مقامات میں جو زبانی حالات سخت خطرناک مشہور ہو رہے ہیں۔ ہم ان کا ذکر نہیں کرتے۔ ہاں خلیفہ قادیان نے اپنے ماتحتوں کو جو ہدایت کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں "جو اصحاب بندوق کا لائسنس حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ بندوق کا لائسنس حاصل کریں۔ اور جہاں تلوار رکھنے کی اجازت ہو۔ وہاں تلوار رکھیں۔ جہاں اس کی اجازت نہ ہو۔ وہاں لاٹھی ضرور رکھنی چاہیئے"۔ ناظرین (اہلحدیث) ان ہدایات کو ملحوظ رکھکر آپ بھی اپنی حفاظت کا سامان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کریں۔ فاللہ خیر حافظا۔

جواب

یہ تو ظاہر ہی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے افراد جہاں کہیں بھی ہیں دوسرے لوگوں کی کثرت تعداد کے مقابل قلیل التعداد اور خال خال پائے جاتے ہیں۔ اور باوجود امن پسند ہونے اور قلت تعداد کے ستائے جاتے اور آئے دن ان پر مظالم پر مظالم توڑے جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں خود حفاظتی کی غرض سے بطور احتیاط حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا ان الفاظ میں ہدایت فرمانا کیا ناجائز ہے۔ پس ہاجی صاحب کا بٹالہ وغیرہ مقامات کے متعلق یہ لکھنا کہ وہاں حالات سخت خطرناک مشہور ہو رہے ہیں۔ کیا یہ خطرناک حالات احمدیوں کی طرف سے اور احمدیوں کے تشدد کا نتیجہ ہیں یا غیر احمدیوں کے تشدد کا۔ جو ایک عرصہ دراز اور بہت مدت سے اس غریب اور کمزور اور مظلوم جماعت کو اپنے مظالم کے لئے تختہ مشق بنا رہے ہیں۔ کیا بٹالہ یا کسی مقام میں ثناء اللہ کے ہمخیال شریر احمدیوں کے خلاف فساد کر کے اور احمدیوں پر مظالم کر کے ماخوذ ہو کر زیر مقدمہ ہیں یا احمدی غیر احمدیوں پر ظلم توڑ رہے ہیں! پس اس صورت میں ہاجی فتنہ انگیز کا اپنے لوگوں کو اور بھی اکسانا دوسرے لفظوں میں ستوں کو سر دو سنانا ہے۔ غیر احمدی لوگ تو آگے ہی علماء سوء اور شر من تحت ادیم السماء کے خویانہ اور فساد و فتنہ انگیز مواعظ سے بجز بعض شریف نفوس کے متاثر ہونے سے درندہ صفت بنے ہوئے ہیں۔ ان کو اس بات کی طرف توجہ دلانے سے ہاجی صاحب کی محض غرض یہ ہے کہ لوگ زیادہ مشتعل ہو کر احمدیوں پر حملہ کریں۔ جو محض شرارت اور فتنہ انگیزی ہے۔ کیا ان حالات میں خطرناک حالات مشہور نہ ہوں؟ جب کہ ثناء اللہ جیسے فاضل اور سردار اہلحدیث بھی ایسی ہدایت دے رہے ہیں۔ پس اسی بنا پر تو حضرت خلیفۃ المسیح کو ہدایت دینے اور توجہ دلانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ جب غیر احمدیوں کی طرف سے اور انہی کے سبب سے ایسے سخت خطرناک حالات پیدا ہو رہے ہیں تو احمدیوں کو خود حفاظتی کی غرض سے حتی الوسع حضرت خلیفۃ المسیح کی ہدایت پر عمل پیرا ہو کر اپنے پاس ہتھیار رکھنا کوئی معیوب بات نہیں۔ دنیا جانتی ہے۔ گورنمنٹ اس سے ناواقف نہیں کہ احمدی جماعت جو امن پسندی کے لحاظ سے سب فرقوں اور قوموں سے ممتاز ہے۔ اس کا اپنے پاس ہتھیار رکھنا کبھی بھی اقدامی طور پر حملہ کرنے کی غرض سے نہیں ہو سکتا۔ بجز اس کے کہ خود حفاظتی یا دفاع کی غرض سے وہ اپنے ہتھیار کو استعمال لائے۔ پس ہاجی صاحب کا حضرت خلیفۃ المسیح کی ہدایت کو نوٹس میں لا کر اس پر غیر احمدیوں کو جو آگے ہی حملہ پر حملہ کرتے اور اس غریب جماعت کے بے کس اور بے بس افراد پر مظالم پہ مظالم توڑتے رہتے ہیں۔ ہتھیاروں اور لڑائی کے سامانوں کی طرف توجہ دلانا محض اشتعال دلانے اور خطرناک حالات پیدا کرنے میں اور بھی امداد اور اعانت کرنا ہے۔ جو محض مفسد اور فتنہ انگیز لوگوں کا کام ہے۔ خدا ایسے لوگوں کے فتنہ سے بچائے۔

ہاجی صاحب کا آخری نوٹ

ہاجی صاحب نے اپنے مضمون کے خاتمہ پر ایک نوٹ لکھا ہے۔ اور ان الفاظ میں:۔

نوٹ:۔ قادیانیوں نے حسب عادت اپنا واویلا بکثرت شائع کیا ہے۔ اس لئے اس جواب کو ہم اشتہار کی صورت میں شائع کریں گے۔ فی سینکڑہ مع محصول وغیرہ عدد ہوگا۔ جس جس مقام کے احباب یہ اشتہار شائع کرنا چاہیں۔ مطلوبہ تعداد سے جلدی اطلاع دیں۔"

جواب

اس بھلے مانس ہاجی سے کوئی اتنا تو پوچھے کہ قادیانیوں نے جو واویلا بکثرت شائع کیا ہے۔ اس کا آپ پتہ تو دیتے۔ کہ آپ کی مراد اس واویلا سے کونسا اشتہار یا ٹریکٹ اور رسالہ ہے۔ تا پبلک کو اس کا علم ہو جاتا۔ اور آپ کے اشتہار کو اس کے مقابل میں رکھکر آپ کے جواب سے زیادہ لطف اندوز ہو سکتے۔ اور تا پبلک کو یہ بھی معلوم ہو جاتا۔ کہ احمدیوں کا واویلا کی صورت میں جو اشتہار یا ٹریکٹ شائع ہوا ہے۔ وہ ثناء اللہ امرتسری کے متعلق اشتہار "غضب حق" کے نمونہ پر شائع شدہ ہے جس کے جواب میں ہاجی صاحب نے جواب کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اشتہار نکالنا ضروری سمجھا۔ اور اگر ان کے متعلق نہیں۔ بلکہ مباہلہ والوں کے غلط الزامات اور بہتانات کی تردید میں احمدیوں نے لکھ کر شائع کیا ہے تو اس صورت میں اس کے متعلق ثناء اللہ کا اشتہار نکالنا یا مضمون لکھنا چہ معنے دارد۔ سو بظاہر اور توجہ اس اشتراک فی العمل کی نظر نہیں آتی۔ بجز اس کے کہ الجنس بمیل الی الجنس پر اسے قیاس کیا جائے یا روپیہ کی وصولی کا مقصد ملحوظ خاطر رکھا ہو۔ یعنی خرید و فروخت کا معاملہ اور تجارت کی ایک شق۔ لیکن ایسی تجارت کیا ہاجی صاحب کے لئے مفید ہو سکے گی۔ کلا ثم کلا۔ بلکہ اس کا نتیجہ اور یقینی نتیجہ قرآن کریم کے ارشاد ذیل میں ہوگا۔ یعنی اولئک الذین اشتروا الضلالۃ بالھدی فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین۔ ترجمہ تو ہاجی صاحب جانتے ہی ہوں گے۔ اس لئے وہ خود سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اس آیت میں اُن کے لئے کیسی بشارت ہے۔ ہاں اشتہار جو آپ نے شائع کیا اس میں ۹۰ کروڑ مسلمانوں کے لئے بطور تحفہ اور بشارت عظیم یہ پیش کیا ہے۔ کہ سب مسلمان ذریۃ البغایا ہیں۔ بے شک ہاجی صاحب جیسے ہمدرد سے ایسی ہی بشارت کا شائع ہونا مناسب تھا

بے حیا باش ہر چہ خواہی گو

خدا رحمت کند ایں مفسدان تیرہ فطرت را
کہ از فتنہ نہ کردند جملہ ملک و ملت را
نگرف ایں پس و ایشاں بے مقدار بوللوفا نام است
بصد وصف و ثنا باشد کہ برخیزد مذمت را

پس رند ہاجی صاحب! ؎

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

(مولوی) ابوالبرکات غلام رسول آف راجیکی)

چودھویں صدی کا بہودی۔ ثناء اللہ امرتسری کی شان میں ایڈیٹر فاروق کا یہ لاجواب رسالہ ہے۔ ۵۰ رکے ٹکٹ ڈاک بھیجکر

دفتر فاروق سے طلب کریں۔ ایڈیٹر فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن،

پیغامی مُبلّغین کا مبلغ علم و

یوں تو ہر پیغامی مُبلّغ ماشاء اللہ ایں ہمہ خانہ آفتاب است کا مصداق ہے۔ مگر ان میں سے ایک مبلغ صاحب مرزا ساطع نامی جہل مرکب کی پوری اور زندہ تصویر ہیں آپ باوجود جاہل مطلق ہونے کے اپنے آپ کو بہت قابل اور علامہ تصور کرتے ہیں۔ آپ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے۔ کہ آپ پرلے درجہ کے منہ پھٹ واقع ہوئے ہیں۔ اور زبانِ طعن دراز کرنے میں بھی شاید اپنے آپ کو اوّل نمبر پر سمجھتے ہیں۔ میرے اس بیان کی ہر وہ شخص تصدیق کریگا۔ جسے ایک بار دو منٹ بھی جناب سے نیاز ملاقات حاصل ہُوا ہو۔

آپ اخبار پیغام صلح مجریہ ۳ رمئی ۳۰ء میں زیر عنوان "علاقہ شکری میں ایک مستقل نبی" لکھتے ہیں:۔

"ہم اپنے قادیانی حضرات کو توجہ دلائیں گے کہ نبوت کا دروازہ کھول کر انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ ہو جانے کا موقعہ دیا۔ اور آج ایسے لوگ کثرت سے پیدا ہونے لگ گئے ہیں۔ جو اپنے آپ کو نبی سمجھتے اور الگ الگ مسلمانوں کو دعوتیں دیتے پھر رہے ہیں۔ یہ سب کے سب نبی اپنی اپنی کامیابیوں کی خواب دیکھ رہے ہیں"

میرے خیال میں ساطع صاحب اگر اس سے اوپر چلے جائیں۔ تو شائد اللہ تعالےٰ پر بھی الزام لگا دیں کہ نبوت کا اس نے سرے سے جاری ہی کیوں کیا۔ اور ساتھ ہی آنحضرتؐ پر بھی زبان طعن دراز کر دیں۔ کہ حضورؐ کے نبی ہونے سے اسود عنسی مسیلمہ وغیرہما نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور مسیلمہ وغیرہ کی وجہ سے تو ہزاروں لوگ ابتلا میں آ گئے۔ مگر یہاں تو ایک شخص بھی سوا مدعی کے ایسا نہیں کہ ان کی پیروی کرنے پر آمادہ نہیں۔ اور نہ ہی کوئی ان کا مخالف ہے۔ اگر ساطع صاحب پاگل خانہ میں کبھی تشریف لے جائیں۔ تو نہ معلوم وہاں سے واپسی پر کیا کیا انکشافات آپ فرما دیں۔ اور پیغام صلح کے فائل کے فائل سیاہ کر ماریں۔

بھولے بھالے ساطع صاحب یہ خیال فرما رہے ہیں۔ کہ ان کی یہ دلیل بالکل نئی ہے۔ اور شاید اس علمی قابلیت کی بنا پر آپ کی تنخواہ میں بھی اضافہ ہو۔ کیونکہ اس سے پہلے ایسی دلیل اجراء نبوت کی تردید میں کسی پیغامی مبلغ نے بیان نہیں کی۔ اور یہ شرف محض جناب ہی کو حاصل ہے۔

میں ساطع صاحب کو ایک اور تجویز بتاتا ہوں۔ اگر اس پر آپ عمل کریں۔ تو ضرور آپ کی تنخواہ میں بھی اضافہ ہو۔ اور آئے دن لوگوں کے سامنے رسوائی بھی نصیب نہ ہو۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپ کے مرشد صاحب نے قرآن کریم بلا عربی الفاظ کے انجیل کی طرز پر شائع فرما دیا ہے۔ آپ اس میں یہ ایزادی فرما دیں۔ کہ جہاں جہاں اجراء نبوت کی آیات ہیں۔ ان کو نکال دیں۔ اور پھر اس ایڈیشن کی کثرت سے اشاعت فرما دیں۔ اور جہاں کہیں آپ سے کوئی تبادلہ خیالات کرے۔ اسے اپنا ترمیم شدہ اُردو قرآن نکال کر دکھا دیں۔ کہ دیکھو صاحب اس میں کہیں بھی اجراء نبوت کی کوئی دلیل نہیں اور اگر یہ کام آپ نہیں کر سکتے۔ تو پھر چپچاپ وطن کو آپ دوبارہ زبان پر نہ لائیں۔ کیونکہ ابھی تک آپ کا قسط اس قدر نہیں۔ کہ عربی قرآن کریم کو صفحہ ہستی سے مٹا سکیں اور یہ بھی یاد رکھیں۔ کہ اس کلام کا خدا محافظ ہے آپ جیسے وجود اس دنیا سے مٹ جائیں گے۔ مگر یہ نہ مٹے گا۔ اور نہ ہی وہ صداقتیں مٹیں گی جو قادیان کی مقدس سرزمین سے نکلیں۔ کیونکہ خدا کے برگزیدہ اور پاک انسان نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ ؎

"آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
تو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے"

(عبدالاحد (مولوی فاضل) قادیان)

پیغام پارٹی کا ارتداد۔ صرف ڈیرہ آنہ کے ٹکٹ ڈاک بھیجکر دفتر فاروق سے مفت کا لٹریچر حاصل کریں۔ (مینجر فاروق)

دیانندی مشن

آریہ سماج کی اندرونی حالت

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ آریہ سماج نے اپنے جنم دن سے لے کر آج تک دنیا کے اندر سوائے فتنہ و فساد برپا کرنے کے کوئی کام نہیں کیا۔ غیر مذاہب کے بزرگوں کی توہین کرنا ان کی زندگی کا جزو بن چکا ہے۔ شرارہ پر آواز سے کسنا ان کا وطیرہ بن چکا ہے۔ لیکن کبھی کبھی صداقت اپنا اثر کر جاتی ہے۔ اور ان سے سچی بات ظاہر ہو جاتی ہے۔ خدا کرے کہ وہ دن جلدی آئے۔ کہ ان کو صداقت قبول کرنے کی توفیق بھی نصیب ہو۔ آمین ثم آمین۔ آریہ گزٹ فرماتا ہے:۔

"جب تک ایک کام پوتر رہتا ہے۔ تب تک لوگوں کو اس کام میں شردھا اور بھگتی رہتی ہے۔ تب تک اس کام کو پورا کرنے کے لئے لوگ اپنا دھن تن من اور دھن ارپن کرتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے کسی پوتر کام میں اپوتر تا آجاتی ہے۔ تو نہ صرف اس کام سے لوگوں کی شردھا و پریم کم ہوتا ہے۔ بلکہ اس اپوتر کام میں تبدیلی بھی آجاتی ہے۔ جہاں وہ کام لوگوں کے لئے سکھ اور شانتی دینے والا ہوتا ہے۔ وہاں اس میں اپوتر تا آجانے سے وہی کام لوگوں میں دکھ اشانتی پھیلا دیتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ لیجئے۔ جب تک بھارت ورش میں سنیاسی کی پدوی پوتر تھی تب تک نہ صرف سنیاسی ہی بھارت ورش کے لئے قابل تعظیم اور قابل شوبھا تھا۔ بلکہ سنیاس آشرم بھارت ورش کو پوتر اور اونچا کرنے کا ایک آشرم تھا۔ لیکن جونہی اس پوتر آشرم میں اپوتر تا آگئی ہے۔ آج یہی آشرم ہے۔ جو بھارت ورش کی تہذیب کو کلنکت کرتا ہے۔ جونہی ایک کام کی پوتر تا مٹ جاتی ہے۔ پھر اس کام کا نتیجہ الٹا نکلتا ہے۔ . . . . . .

ہم افسوس سے دیکھتے ہیں۔ کہ آریہ سماج کی مقبول عام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک سے بہت خود غرض اور کمینہ لوگ ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اور وہ اپنے چند ٹکوں کے لئے اپنی ناجائز اور نیچ خود غرضیوں کے لئے آریہ سماج جیسی برگزیدہ اور پوتر سوسائٹی کو بدنام کرنے کا باعث بن جاتے ہیں۔ یہ کمینے لوگ دو چار غریب لڑکوں کو اپنے جال میں پھنساتے ہیں۔ ان کو پیلی دھوتیاں پہنا کر اور ایک بورڈ لگا کر یتیم خانہ کھول لیتے ہیں۔ اور خود یتیم خانہ کے جنرل مینجر اور ادھشٹاتا بن جاتے ہیں۔ ان غریب بالکوں سے دن رات گھر گھر بھیک منگواتے ہیں۔ اور پھر دیگر شہروں میں جا کر بڑے دھرماتما اور دیالو بن کر یتیموں کی رکھشا کا واسطہ دیکر ان کو ٹھگ لیتے ہیں۔" (اخبار آریہ گزٹ لاہور ۱۹ر اپریل ۱۹۳۰ء صـ۳)

مہاشہ جی یہ اعتراض جو آپ کو اس وقت بہت سے آریہ سماجی بھائیوں سے پیدا ہوا ہے۔ یہ کوئی نیا نہیں ہے بلکہ آریہ سماج کی پیدائش سے ہی یہ اعتراض پیدا ہو گیا تھا۔ بلکہ پنڈت اندرمن جو کسی وقت پنڈت دیانند کا بدزبانی سکھانے اور اسلام کے متعلق غلط تعلیم پڑھانے میں استاد تھا۔ محض سوامی جی کی بددیانتی کے باعث سماج سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ شرافت کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اپنے بھائیوں کو ہی کمینے۔ ٹھگ۔ خود غرض اور نیچ نہ ظاہر کریں۔ کیونکہ جس راہ پر آپ گامزن ہیں وہ یقیناً آپ کو تباہی کی طرف لے جائیگی۔ کیونکہ جو شخص اپنے ایک بھائی پر ناجائز یا جائز گندے حملے کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ وہ یقیناً دوسرے لوگوں کے لئے بد سے بدتر سلوک روا رکھیگا اب بازاری پن چھوڑ دو۔ آخر انسان ہو۔ کب تک گند اچھالتے رہو گے۔ اپنے گریبان میں ذرہ منہ ڈال کر دیکھو۔ اور خدا کو گواہ کر کے بتاؤ۔ کہ آپ نے دنیا میں آ کر دنیا کا کیا اوپکار کیا ہے۔ سوائے لڑائی جھگڑے فتنہ و فساد آپ نے دنیا کے سامنے کیا پیش کیا ہے۔ آپ خود یہ اقرار کرتے ہیں:۔

"اب یہ بات صاف ہو گئی ہے۔ کہ فساد کی جڑ ہی آریہ سماجی ہیں۔ جب سے یہ پیدا ہوئے ہیں صفحہ ہستی میں انقلاب پیدا ہو گیا ہے۔" (آریہ گزٹ لاہور ۲۹ر مارچ ۱۹۳۰ء صـ۸ کالم ۱۔ از سطر ۲ تا ۵)

دیانندی دوست اپنے قول پر غور کرو۔ کیا یہی شرافت ہے۔ کیا اسی کا نام انسانیت ہے۔ کچھ تو غور کرو ؎

فطرت کے ہیں درندے مردار ہیں نہ زندے
ہر دم زبان کے گندے قہر خدا یہی ہے

اسی طرح ایک اور مہاشہ یوں آریوں کی حالت کو دیکھ کر اپنا دکھڑا سناتا ہے:۔

"دیکھو! اٹھو اور پہلے اپنے گھر میں لگی ہوئی دویش کی آگ کو بجھاؤ۔ کہ جو اندر اور باہر اس قدر پرچنڈ ہو گئی ہے۔ کہ اگر اس پر تین بار شانتی کا پاٹھ نہ پڑھا گیا۔ تو کیسے وید۔ کہاں کا آریہ سماج۔ گھر میں لڑنے کی عادت ہمیں باہر بھی لڑا رہی ہے۔"

(پنڈت دھجا رام جی وید پٹیالہ نواسی اخبار امرت کراچی ۲۰ر جنوری ۱۹۳۰ء صـ۲)

دیانندی مترو! اپنی حالت پر غور کرو۔ کہ آپ نے پنڈت دیانند سے کیا حاصل کیا۔ بھائیو! آپ انسان ہیں پھر اس قدر درندگی کیوں ظاہر کر رہے ہو۔ کیا ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہنا ویدوں کی تعلیم ہے ؎

ان آریوں کا پیشہ ہر دم ہے بدزبانی
ویدوں میں آریوں نے شاید پڑھا یہی ہے

خیر یہ تو ہو چکا۔ کہ آریہ اپنی فطرت کو چھوڑ سکیں۔ مگر ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ آپ کو نیکی کی طرف بلاتے رہیں وہ مانیں یا نہ مانیں۔ لیکن ہم ان کو شرافت کی طرف بلاتے رہیں گے۔ تاوقتیکہ وہ انسانیت کی طرف پھر نہ لوٹ آئیں۔ اور اپنا شیوہ نہ بدل لیں۔

مہاشہ جی! اب میں آپ کے اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ آپ کا یہ کہنا بالکل بجا اور سچ ہے۔ "کہ جب بدقسمتی سے کسی پوتر کام میں اپوتر تا آجاتی ہے۔ تو نہ صرف اس کام سے لوگوں کی شردھا و پریم کم ہوتا ہے۔ بلکہ اس پوتر کام میں نندیلی بھی آجاتی ہے۔" میں اس اصول کو درست تسلیم کرتے ہوئے آریہ سماج کی حالت پر غور کرتا ہوں تو صاف پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ آریہ سماج سرتاپا اپوتر ہے یعنی ناپاک ہے:۔ دیکھو آپ کا ایک پنڈت لکھتا ہے۔ کہ:۔

"آریہ سماج کے پروزتاک سوامی دیانند سرسوتی جی نے اپنے کال میں پچاسوں ششش بنائے۔ پر نتو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان شششوں میں سے انت تک شائد ہی کسی نے ساتھ دیا ہو۔ اس کا کارن پرتیت ہوتا ہے۔ کہ پرارمبھ کال سوامی جی کے پاس جتنے بھی شش بن کر آئے۔ وہ کیول ان کی شخصیت پر مگدھ ہو کر آئے تھے۔ انہوں نے سوامی جی کے سدھانتوں کی نسبت ان کی شخصیت کو ادھک آدر دیا۔ جس کا پھل یہ ہوا۔ کہ آگے جا کر انہیں سوامی جی کا ساتھ چھوڑنا پڑا۔ اور انہیں سوامی جی کے پاس ٹھیرنا مشکل ہو گیا۔ . . . . سوامی جی کے انویائیوں جن کے ہاتھ میں اس سمے آریہ سماج کی باگ ڈور ہے زیادہ تر ایسے لوگ ہیں۔ جو آریہ سماج کو خاصہ مت بنا رہے ہیں۔ وہ اس بات کو انوبھو نہیں کرتے۔ کنتو ہو رہا ہے۔ وہی جو ہونا نہیں چاہیئے۔ ان سب باتوں پر جب آریہ سماج کے ودوان بیٹھ کر گنبھیرتا پورک وچار کرینگے۔ تب پتہ لگ سکتا ہے۔ آریہ لوگ جس رفتار سے چل رہے ہیں۔ اور جس پرواہ میں چل پڑے ہیں۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ سماج ویدوں کا ادھار نہیں کر سکے گا۔ آریہ سماج کیول کورتی نوارن سبھاون رہی ہے۔ دوبھاگیہ کی بات ہے۔ جو لوگ آگے بڑھے جاتے ہیں۔ وہ ادھ ناستک (پرلے درجہ کے دہریہ) اور اشردھالو بن رہے ہیں۔" (پرکاش لاہور کارتک نمبر ۲۷ر اکتوبر ۱۹۲۹ء صـ۱۲ از پنڈت نردیو جی شاستری وید تیرتھ)

دیانندی دوست بقول آپ کے اب یہ بات ثابت ہو گئی ہے۔ کہ آریہ سماج خطرناک فرقہ ہے۔ کیونکہ لوگ آریہ سماج سے بددل ہو کر اشردھالو بن رہے ہیں۔ یعنی آریہ سماج اپنے ماننے والوں سے بھی اپنی کشش کھو چکی ہے۔ نہ صرف یہ کہ آریہ سماج ناپاک ہو گئی ہے۔ بلکہ گیانی جی نے تو یہ ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ آریہ سماج شروع سے ہی ناپاک ہے۔ اور واقعات سے یہ دکھایا ہے کہ دیانند جی کے سدھانت ایسے ہیں۔ کہ جوں جوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگوں کو ان کی واقفیت حاصل ہوتی گئی۔ اور ان کی حقیقت سے آگاہ ہوتے گئے۔ تو وہ پنڈت دیانند جی کی خصلتوں سے ایسے متنفر ہو گئے۔ کہ ان کا پنڈت جی کے پاس ٹھیرنا بھی مشکل ہو گیا۔ کیونکہ وہ یہ دیکھ دیکھ کر حیران ہونے لگے۔ کہ سنیاسی کو کیا ضرورت ہے۔ کہ وہ کشتہ باہ کا استعمال کرے۔ اور ساتھ ہی بیوگ کو جائز قرار دے کر لوگوں کی عزتوں کو اس طرح خراب کرے۔ کیونکہ پنڈت جی بقول دیانندی مٹھوں کے تمام عمر مجرد رہے۔ اور عورت کی شکل تک نہ دیکھی تھی۔ غرضیکہ حقیقت کچھ بھی ہو۔ بقول آپ کے اس حقیقت سے کوئی دانا آدمی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ آریہ سماج از سر تا پا ایوتر ہے۔ اس لئے ہر شریف اور عقل مند انسان کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ جلد از جلد اس ننگ انسانیت سماج سے الگ ہو جاوے۔ تا دنیا میں امن اور راستی کا دور دورہ ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ شریف آریہ سماجی دوست بھی ہندوازم کی حقیقت سے واقف ہو کر یہ کہنے کے لئے مجبور ہو رہے ہیں:۔

"ہندوازم وہ مذہب ہے۔ جس پر ہندوستان میں رہنے والے فی زمانہ کاربند ہیں۔ اور یہ ایک خونخوار دیو ہے۔ . . . . افسوس ہندوازم ایک ایسا زہریلا جانور ہے۔ جو کہ ویدوں کے سرچشمہ مذاہب پر پرورش پاتا ہے۔ لیکن شاستروں کے دھرم کو من گھڑت اختراعوں۔ خارج از عقل روایتوں اور توہمات پرستی کے زہر سے آلودہ کر رہا ہے۔ جب تک ہندوازم روپی زہریلے سانپ کو کچل کر اس کا انتیشٹی سنسکار نہ کر دیا جائے۔ تب تک گنگا۔ جمنا۔ سرسوتی۔ گوداوری۔ نربدا۔ سندھو اور کاویری کے پوتر تیرتھوں کا سارا جل بھی ہماری سماج کو جہالت اور اندھی سے پوتر نہیں کر سکتا . . . . . کہ وہ سرتاپا اندھ ہے۔ ضرورت تو اس امر کی ہے۔ کہ اس کا اور اس کے جھوٹے اصولوں اور کمینہ رسم و رواج سب کا قطعی فیصلہ کر دیا جائے"

(اخبار ابلاغ لاہور ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

مجھے اس پر زیادہ حاشیہ آرائی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں تمام شریف اور امن پسند آریوں کی خدمت میں زور اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ دیکھیں۔ کہ اس ہندوپن نے ان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔ آہ ایک وقت تھا۔ کہ جب یہ قوم سر دشکتی مان پرمیشور کی آگیا انوسار اپنا کرتویہ پالن کرتی تھی۔ اس کے حکموں پر عمل کرتی تھی۔ اور اس کے پیارے اتاروں یا رشیوں کے بچن کا حق ادا کرتی تھی۔ مگر آج اس کی کیا گت بن رہی ہے۔ ہائے افسوس ایک وقت تھا۔ کہ یہ قوم دنیا کے اندر اعلےٰ حیثیت رکھتی تھی۔ مگر آج قعر مذلت میں گری ہوئی ہے۔ ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھاتی ہے۔ مگر سنبھلنے کا نام تک نہیں لیتی۔ ذلت پر ذلت سہہ رہی ہے۔ مگر اٹھنے کے لئے پاؤں تک نہیں ہلاتی ؎

اے جوانمردو! یہ ذلت کس لئے سہتے ہو تم
مرد ہو کر ٹھوکروں کی زد پہ کیوں رہتے ہو تم

اے میری قوم! تو خوش ہو۔ اور اپنے پرمیشور کا دھن واد کر۔ کہ دیالو پرمیشور نے تیری حالت پر رحم کر کے اپنا پیارا اوتار یعنی رسول اس سرزمین میں جو رشی خیز ہے۔ جس کی مٹی سے بڑے بڑے روشن ضمیر رشی اور مہارشی پیدا ہوتے رہے ہیں نازل کیا ہے۔ جس کو پنجاب کہتے ہیں۔ اے میری پیاری قوم تو اس نور کو قبول کر لے۔ ہاں ہاں اس آب حیات کو جی بھر کے پی جا۔ جو تیرے ہی گھر کے سامنے ٹھاٹھیں مار کر بہہ رہا ہے۔ کیا ہی خوش بخت ہے وہ انسان جو خدا کو راضی کرنے کے لئے جلدی کرتا ہے۔ اے قعر مذلت میں گری ہوئی قوم تو اس پاک کلام کو جلد از جلد قبول کر لے۔ جو اس زمانہ کا رسول یزدانی مسیح قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام لایا ہے۔ یاد رکھ اس کی مخالفت نہ کرنا ورنہ سخت نقصان اٹھائے گی۔ اور اس گئی گذری حالت سے بھی بدتر ہو جائیگی۔ کیونکہ دنیا کی تاریخ یہ بات ثابت کرنے سے قاصر ہے۔ کہ کسی وقت بھی خدا کا رسول یا اوتار نا کامیاب ہوا ہو۔ اور دنیا کے کیڑے اس کو تباہ کرنے میں بامراد ہو گئے ہوں۔ راون باوجود شان و شوکت کے ایک مسافر کے مقابلہ میں تباہ ہو گیا تھا۔ کنس اپنی تمام طاقت کثرت اور حکومت کے باعث بھی ایک قیدی کے مقابلہ میں بے نام و نشان ہو گیا تھا۔ راون یا کنس کو کوئی دنیا کی طاقت خدائی عذاب سے نہ بچا سکی۔ بھائیو پھر یہ کب ممکن ہے۔ کہ تم لوگ حضرت کرشن قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ خدا کیساتھ مقابلہ نہ کرو۔ اور لعنت کے وارث نہ بنو۔ دنیا کی لعن طعن کی پرواہ نہ کرو۔ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو جاتی ہے۔ تم خداوند تعالےٰ کی لعنت سے ڈرو۔ جو آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ اور جس پر پڑتی ہے۔ اس کو خاک سیاہ کر دیتی ہے ؎

گرہ کھولی ذرا اس نے جو اپنی زلف مشکیں کی
معطر ہو گیا آفاق خوشبو اس کو کہتے ہیں

(خاکسار فتح محمد احمدی شرما کلرک جنرل پوسٹ آفس کراچی)

پنڈت مالویہ جی جیت گئے

ڈپٹی کمشنر راولپنڈی نے پنڈت جی کو حکم دیا تھا۔ کہ راولپنڈی میں کوئی تقریر نہ کرنا۔ اس کے جواب میں پنڈت جی نے لکھا۔ کہ تقریر تو میں ضرور کروں گا۔ کیونکہ اس کا اعلان ہو چکا ہے۔ اور جلسہ سناتن دھرم سبھا کا مذہبی ہے۔ اس پر ڈپٹی کمشنر نے اپنا اعتراض واپس لے لیا اور پنڈت جی نے سناتن دھرم سبھا کے جلسہ میں دھڑلے کی تقریر کی۔ جو غالباً سودیشی اور بائیکاٹ کے متعلق تھی یا حالت موجودہ پر سیاسی ہو گی۔ جس پر زور شور سے انقلابی نعرے لگائے گئے۔ شاباش پنڈت جی سورما ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ایسے ہی آپ کو یاد ہو گا۔ جب کلکتہ میں داخل ہونے سے آپ کو روکا گیا تھا اور آپ نہ رکے تھے۔ اور آپ کا کسی نے کچھ نہ بگاڑا۔ تعجب تو صرف اس بات سے ہے کہ چیف کمشنر پشاور نے جب آپ کو پشاور میں گھسنے سے روکا تو باوجود پشاور جانے کا اصرار کر کے جب آپ کو پشاور سے پہلے ہی ریل سے گرفتار کر کے واپس کر دیا گیا۔ تو پھر آپ نے پشاور جانے کا دوبارہ ارادہ نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ ابھی گاندھی جی کے پورے بھگت نہیں بنے + (پیسہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سائمن رپورٹ کی پہلی جلد

(۱)

معزز ہمعصر "انقلاب" نے سائمن کمیشن کی رپورٹ پر مندرجہ ذیل الفاظ میں ایک لیڈنگ آرٹیکل لکھا ہے جو خاص توجہ کے قابل ہے۔ معاصر موصوف لکھتا ہے:۔

"کہ سائمن رپورٹ کی پہلی جلد کو شائع ہوئے آج تیسرا دن ہے۔ اس جلد میں کمیشن کی سفارشات و تجاویز نہیں آئیں۔ بلکہ ساری جلد محض احوال و ظروف مسئلہ حکومت پر ایک تبصرہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس میں آئین حکومت کے ارتقائی مدارج بیان کرنے کے علاوہ نظام اصلاحات کی عملی کیفیت اور متعلقات امور پر بحث کی گئی ہے۔ یہ جلد سات حصوں میں منقسم ہے۔ جن کے عنوانوں کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) مسئلہ حکومت ہند کے احوال و ظروف۔
(۲) موجودہ آئینی ڈھانچہ۔
(۳) اصلاحات کی عملی کیفیت۔
(۴) نظام نظم و نسق۔
(۵) نظام مالیات۔
(۶) ارتقاء نظام تعلیم۔
(۷) ہندوستان کی رائے عامہ۔

اہم ترین مباحثات

پہلا حصہ سب سے زیادہ اہم ہے۔ اور اس میں مسئلہ کے ضروری مباحث پر تفصیل کے ساتھ رائے زنی کی گئی ہے۔ مثلاً ملک کے طبقات، آبادی پر بحث۔ ہندوستان کی اقوام و ملل اور ان کے تعلقات پر بحث۔ مختلف صوبوں کے تفصیلی حالات، ہندوستانی ریاستیں۔ ہندوستانی فوج وغیرہ۔ مختلف مسائل میں کمیشن کے نقطۂ نگاہ سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن جن شخصوں نے رپورٹ پڑھی ہے وہ اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ ارکان کمیشن نے ہر مسئلے کی انتہائی تحقیق کی ہے۔ اور وہ ہر معاملے کی تہ تک پہنچے ہیں۔

ہندوؤں کا پروپیگنڈا

جیسا کہ اس جلد کی تمہید میں بیان کیا گیا ہے۔ کمیشن کی سفارشات و تجاویز دوسری جلد میں شائع ہونگی۔ لیکن اگر یہ تبصرہ محض ضیاع قرطاس و سواد کی حیثیت نہیں رکھتا۔ بلکہ کمیشن کے اخذ کردہ نتائج و عواقب کا مشتمل ہے۔ تو بلا تامل کہا جا سکتا ہے۔ کہ کمیشن کی سفارشوں میں شاید اقلیتوں کی حفاظت کے خیال کو بالکل پس پشت ڈالا جائے گا۔ اس لئے کہ تبصرہ میں بہت سا ایسا مواد موجود ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ کمیشن ہندو قوم کے سالہا سال کے غلط اور خلاف واقع پروپیگنڈے سے متاثر نہیں ہوا۔ بلکہ وہ غلط بیانیوں کی اُن آہنی دیواروں سے گذر کر حقائق اور احوال تک پہنچ چکا ہے۔ جو ہندوؤں نے ہندوستان کی داخلی اور بین الملی مسائل کے اردگرد مدت مدید سے کھڑی کر رکھی تھی۔ اور جن کی وجہ سے انگلستان کے اکثر مدبر بار بار دھوکہ کھا رہے تھے۔ لیکن لیبر پارٹی یا اس کے بعض ارکان اب تک لالہ لاجپت رائے آنجہانی کے ساز باز سے متاثر ہوں۔ ممکن ہے۔ بعض انگریزوں پر اب تک ہندو اکابر کے اس غلط پروپیگنڈے کا اثر ہو۔ جو ہر سال انگلستان میں کیا جاتا تھا۔ اور جسے زیادہ موثر و وسیع بنانے کے لئے "فری پریس" کے نظام کو توسیع دی گئی تھی۔ مگر کمیشن کے ارکان پر اس پروپیگنڈے کا بال برابر بھی اثر نہیں ہے۔

درجہ حکومت کا مسئلہ

تاہم رپورٹ میں بعض باتیں ایسی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کمیشن بعض اہم معاملات کے متعلق شاید سخت و شدید غلطیاں کرے۔ اس مسئلے میں سب سے پہلا معاملہ ہندوستان کے آئندہ نظام حکومت کے درجے کا ہے۔ کمیشن نے رپورٹ میں اس بات کی خاص کوشش کی ہے۔ کہ ہندوستان کی حیثیت دوسری مستعمرات سے الگ ثابت کی جائے۔ اور اس سے محسوس ہوتا ہے۔ کہ یہ درجہ مستعمرات کے مطالبہ پر مرتب ہے۔ مثلاً فوج کے ذکر میں بیرونی حملوں سے دفاع کے متعلق بحث کرتے ہوئے کمیشن لکھتا ہے۔ کہ ہندوستان کو شمالی و مغربی سرحد کی طرف سے حفاظت کا جو بندوبست کرنا پڑتا ہے۔ اس سے تمام خود مختار مستعمرات بالکل محفوظ ہیں۔ آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ۔ نیوفاؤنڈ لینڈ۔ اور آئرلینڈ جزیرے ہیں۔ اس لئے ہندوستان سے قطعاً مطابقت نہیں رکھتے۔ کینیڈا اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے درمیان تین ہزار میل لمبی سرحد ہے۔ لیکن اس سرحد پر نہ کوئی قلعہ بنانے کی حاجت پیش آئی ہے۔ اور نہ کوئی توپ نصب کرنے کی ضرورت واقع ہوئی ہے۔ اور نہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی طرف سے مسلح جنگ کا تصور ذہن میں آسکتا ہے۔ لیکن ہندوستان کی حالت ان مستعمرات سے مختلف ہے۔ اس بیان سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ کمیشن ہندوستان کے لئے درجہ مستعمرات کی سفارش کرنے میں بھی شاید تامل کرے۔ ہم بذات خود درجہ مستعمرات پر قانع نہیں رہ سکتے۔ اور ہندوستان کے مسلمانوں کی اکثریت کا مطمح نظر درجہ مستعمرات سے بہت بالا تر ہے۔ لیکن ہم یہ جانتے ہیں۔ کہ اگر کمیشن نے ہندوستان کے لئے دوسری خود مختار نوآبادیوں کے پیمانے کی حکومت بھی تجویز نہ کی۔ تو ہندوستان کی اکثریت اس کی سفارشات کو قبول نہ کرے گی۔ اور مخالفت و مزاحمت کا سلسلہ لازماً ترقی پذیر ہوگا۔

علیحدگی سندھ

خالص اسلامی نقطۂ نگاہ سے دو مسئلے خاص طور پر توجہ طلب ہیں۔ اوّل علیحدگی سندھ کا مسئلہ۔ دوم صوبہ سرحد میں دوسرے صوبوں کے مساوی نظام حکومت رائج کرنے کا مسئلہ کمیشن نے زیر بحث رپورٹ میں سندھ کی بمبئی سے طبعی علیحدگی کا کھلے لفظوں میں اعتراف کیا ہے۔ لیکن رپورٹ کے فقرہ ۷۷ کے آخر میں جو کچھ لکھا ہے۔ اس سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ شاید علیحدگی سندھ کو ملتوی رکھنے کی سفارش کی جائے۔ اگر کمیشن نے یہ غلطی کی۔ تو مسلمان بلا استثناء احمدے اس پر انتہائی رنج و غیظ کا اظہار کرینگے۔

بمبئی کے ساتھ سندھ کا غیر طبعی الحاق اس کے نشو و ارتقاء کو سخت نقصان پہنچا چکا ہے اور مسلمانوں کو اس الحاق پر زیادہ تر اس وجہ سے رنج ہے۔ کہ ان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ہم عقیدہ بھائیوں کی ایک بڑی جماعت اس الحاق میں اپنے طبعی نشو و ارتقاء سے محروم چلی آتی ہے۔ اور چونکہ بمبئی میں اکثریت ہندوؤں کی ہے۔ جنہیں مسلمانوں کے کسی طبقے کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں۔ اور نہ وہ سندھ کی اسلامی اکثریت کے نقصان کی تلافی پر آمادہ ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ سندھ بمبئی سے الگ ہو جائے۔ اور کوئی مالی پیچیدگی ایک وسیع آبادی کے نشو و ارتقاء میں رکاوٹ نہ بنے۔

درجہ حکومت سرحد

رہا صوبہ سرحد کو دوسرے صوبوں کے مساوی نظام حکومت دینے کا مسئلہ۔ تو یہ زیادہ بحث کا محتاج نہیں اگر صوبہ سرحد ہندوستان کا جزو ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ ان تمام آسانیوں، سہولتوں اور نشو و ارتقاء کے موقعوں سے مستفید نہ ہو۔ جو دوسرے صوبوں کو سالہا سال سے حاصل ہیں۔ خواہ جزواً ہی حاصل ہیں اگر صوبہ سرحد، سرحد پر واقع ہے۔ تو اس کے باشندے اور بھی توجہ کے مستحق ٹھہرتے ہیں اس لئے کہ ان کی گردن پر حفاظت ہند کا بوجھ ہے۔ کمیشن نے سرحد کو ایک "ہوا" ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر اس کوشش کا مدعا یہ ہے کہ صوبہ سرحد مواقع ارتقاء سے محروم رہے۔ تو ایک مسلمان بھی اس پر مطمئن نہ ہوگا۔ بلکہ ہندوستان کے سات کروڑ فرزندان توحید اپنے سرحدی بھائیوں کے جائز فوائد کے لئے ہر قسم کی قربانیوں کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ ضروری ہے کہ اب اس امتیاز کو توڑا جائے۔ جو صوبہ سرحد کی علیحدگی کے وقت سے اس صوبے میں اور ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں رائج چلا آتا ہے۔ اور جسے مانٹیگو چیمسفورڈ کی اصلاحی سکیم میں بہت نمایاں کر دیا گیا تھا۔ ضروری ہے کہ سرحد کو دوسرے صوبوں کے مساوی رکھا جائے۔ ضروری ہے۔ کہ اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا جائے جیسا کہ دوسروں کے لئے مناسب سمجھا جاتا ہے۔ ہندوستان کے مسلمان صوبہ سرحد کو دوسرے صوبوں کے برابر رکھنا اتنا ہی ضروری سمجھتے ہیں۔ جتنا کہ اپنے آپ کو آزاد کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

فاروق کیلئے کم از کم ایک ایک جدید خریدار آپ ضرور مہیا کریں۔
(مینجر فاروق)

بیگم صاحبہ بھوپال آنجہانی

(۲)

سلطان جہان بیگم والیہ بھوپال مرحومہ کا لباس نہایت سادہ ہوتا تھا۔ کبھی کبھی ریشمی کرتہ پائجامہ بھی زیب تن فرماتی تھیں۔ لیکن عام طور سے پہننے کا پائجامہ اور ململ یا چکن کا کرتا اور دوپٹہ ہی ہوتا تھا۔ اکثر اوقات آپ سودیشی کپڑا پہنتی تھیں۔ اور باوجودیکہ آپ دستکاری میں خوب اعلیٰ مہارت رکھتی تھیں۔ مگر پہننے کے کپڑوں میں کسی قسم کے تکلف کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا تھا۔ پھٹے پرانے کپڑے پہننے میں بھی آپ کو عار نہ تھا۔ ایک موقع پر میری ایک دوست ان کو پھٹا دوپٹہ اوڑھے دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئیں۔

صدر نشینی کی یادگار کے روز ایک مرتبہ میں سارکیاد دینے کی غرض سے محل میں گئی۔ اس وقت آپ عام لباس زیب تن کئے ہوئے دالان کے ایک گوشہ میں قالین پر جلوہ افروز تھیں۔ گاؤ تکیہ رکھا تھا۔ سامنے وہ صندوقچہ جس میں لکھنے پڑھنے کا سامان تھا رکھا تھا کاغذات ادھر ادھر پھیلے ہوئے پڑے تھے۔ آپ آئے ہوئے تاروں کو پڑھنے اور جوابات لکھنے میں مصروف تھیں۔ پاس ہی چاندی کی پانوں کی ڈبیہ۔ چنٹی اور زردوزی کے کام کا بٹوا رکھا تھا۔ تینوں پوتیاں نزدیک کھیل رہی تھیں۔ دالان کے سامنے چبوترے پر ترکاری کے بھرے ہوئے ٹوکرے اور پھلوں کی ڈالیاں رکھی تھیں۔ اس دوران میں اگر مردانخانہ میں کوئی کام ہوتا۔ تو فوراً دروازہ کی چلمن کے پاس کھڑے ہو کر خود سنتیں۔ اور مناسب حکم دیکر پھر زنانخانہ میں تشریف لے آتیں۔

اسی سلسلہ میں مجھ سے بھی بڑی خندہ پیشانی سے گفتگو کی۔ سلطانیہ گرلز اسکول کی طرف سے ایک چھوٹی لڑکی نے آپ کو ہار پہنایا۔ دوسری نے پھولوں کا تاج سر پہ رکھ دیا۔ تیسری نے اڑھائی پٹھانے اسی جگہ چلائے۔ پٹھانوں کی آواز پر بہت ہنسیں اور فرمایا۔ کہ "یہ اکیس توپوں کی سلامی کی چلائی گئی ہیں"۔ پھر مجھ سے اس تیاری کی بابت گفتگو کر کے کل لڑکیوں اور اور استانیوں کا شکریہ انگریزی میں ادا فرمایا۔

آپ کے مزاج مبارک میں ایک عجیب مہربانی آمیز بے تکلفی تھی۔ رہنے سہنے کا طریقہ بھی اس سادہ مزاجی اور بے تکلفی کا نمونہ تھا۔ اکثر عصر کے وقت جب کئی کئی بیویاں آپ کے پاس سلام کو حاضر ہوتی تھیں۔ آپ دالان میں ایک طرف قالین کے اوپر تشریف رکھتی تھیں۔ وہیں اور سب بیٹھتے تھے۔ اور ہر قسم کے مضمون پر اس طرح بات چیت ہوتی رہتی تھی۔ گویا ایک ہی خاندان کے مختلف فرد علےٰ قدر مراتب اپنے بزرگ کے سامنے حاضر ہیں۔ آنے والوں کے سلام کا جواب ہاتھ سے دیتی تھیں۔ اور اگر کوئی مصروفیت نہ ہوتی۔ تو دیر تک بڑی مہربانی سے حال پوچھتیں۔ اور ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہتی تھیں۔ جن میں مستورات کی تعلیم اور حفظان صحت ان کی خاص دلچسپی کی چیزیں تھیں۔

نماز کی پابندی کا بہت خیال تھا۔ اگر اس وقت تک عصر سے فارغ نہیں ہوتی تھیں۔ تو بار بار دھوپ کو دیکھ لیتی تھیں۔ پھر پڑھتے وقت اور سب سے بھی دریافت فرماتی تھیں کہ "آپ پڑھ چکیں یا نہیں"۔ اور یوں امر بالمعروف کا بھی حق ادا ہو جاتا تھا۔ عام جلسوں میں آپ کیواسطے وضو کے پانی اور جائے نماز کا خاص طور پر انتظام کیا جاتا تھا۔ نماز کا وقت ہو جانے پر بھرے جلسہ میں کھڑی ہو کر نماز پڑھتیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ اور بیویاں بھی پڑھتیں۔ بعد فراغت پھر جلسہ دیکھنے میں مصروف ہو لیں۔

انگریزی میں گفتگو نہایت اعلیٰ درجہ کی کرتی تھیں۔ میں نے خود آپ کو لیڈی ریڈنگ صاحبہ سے ہر قسم کی گفتگو کرتے سنا۔

ایک مرتبہ سلطانیہ گرلز اسکول میں آپ نے اپنے دست مبارک سے لڑکیوں کو انعامات تقسیم کئے۔ انعامات دیتے وقت بڑی محبت سے ہر ایک کا نام لے کر پکارتیں۔ اور انعام دیتے وقت لڑکیوں کی دلچسپی کی باتیں بھی کرتی جاتی تھیں۔ آپ کی تینوں پوتیاں بھی اس کام میں اس وقت اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے مدد کر رہی تھیں۔ انعامات کی تقسیم سے فارغ ہو کر آپ نے نہایت شستہ اردو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں ایک پُرزور لیکچر تعلیم نسواں پر دیا تھا۔

انصاف آپ کی طبیعت میں راسخ تھا۔ اپنی تینوں پوتیوں کو عام لڑکیوں کے ساتھ تعلیم دلواتی تھیں ایسا نیوں کو حکم تھا۔ کہ عام لڑکیوں میں اور ان میں کوئی فرق نہ کیا جائے۔ اکثر آپ خود عام لڑکیوں کے ساتھ اپنی پوتیوں کو بھی تنبیہ اور نصیحت کیا کرتی تھیں۔

جب محل میں کوئی خوشی ہوتی۔ تو تمام مدارس میں کئی کئی سو روپیہ مٹھائی تقسیم کرانے کی غرض سے بھیجا کرتی تھیں رعایا کو محل سے روزمرہ آٹا۔ دال۔ گھی وغیرہ ملتا تھا۔ اکثر پھل ترکاریاں مٹھائیاں وغیرہ بھی گھروں پر پہنچواتی تھیں۔ خوراک بھی آپ کی اور چیزوں کی طرح بالکل سادہ ہوتی تھی۔ صبح کے ناشتہ کی عادی نہیں تھیں۔ عموماً دوپہر اور رات دو وقت آپ کے کھانے کے تھے۔ کبھی کبھی سہ پہر کو چائے پی لیتی تھیں۔

لیکن باوجود اس کے آپ کو کھانا پکانے سے بڑی دلچسپی تھی۔ شام کے کھانے میں دو ایک چیزیں خود تیار کرتی تھیں۔ اور رمضان شریف میں خصوصیت کے ساتھ ظہر کے بعد سے آپ کا جی مشغلہ ہوتا تھا۔ مختلف قسم کے سالن۔ پکوان اور ترکاریاں وہیں چولھا منگوا کر پکاتی تھیں۔ اور وہی سارے دسترخوان کی جان ہوتی تھی۔

رحم مزاج میں بہت زیادہ تھا۔ جس کی مثالیں سینکڑوں موجود ہیں۔ ایک مرتبہ ایک اسٹامی کے نابینا لڑکے سے سرکاری سو روپے کا نوٹ کھو گیا۔ غریب معلمہ روتی ہوئی محل میں گئیں۔ آپ نے تمام حال سن کر فوراً معاف کر دیا۔

(تہذیب نسواں)

(شہزادہ جہان بیگم صاحبہ۔ آگرہ)

مسٹر گاندھی لامذہب ہے

اخبار پرکاش لاہور گاندھی کے متعلق سناتنی اخبار سے مندرجہ ذیل اقتباس لکھتا ہے "وہ مسلمان تو ہے نہیں عیسائی اپنے آپ کو بتلاتا نہیں۔ ہندوؤں میں آریہ سماجی وہ بنتا نہیں۔ دیو سماجی وہ ہے نہیں۔ برہم سماجی کہنے کو وہ تیار نہیں۔ سناتن دھرمی اس لئے نہیں۔ کہ قدرتی فلسفہ پر مبنی چھوا چھوت کو ترک کئے بیٹھا ہے"

ساردا ایکٹ

یہی آریوں کا اخبار پرکاش لاہور ساردا ایکٹ کے متعلق لکھتا ہے "کہ اس ایکٹ کے ساتھ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے۔ اس ایکٹ کی تنسیخ کا بھی امکان ہے۔ کیونکہ احمدیوں کے امام کے جواب میں وائسرائے نے کہا تھا۔ کہ اس کے متعلق گورنمنٹ ہند لوکل گورنمنٹوں سے مشورہ کر رہی ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ قومی تحریک کی وجہ سے گورنمنٹ اس وقت سخت پریشان ہو رہی ہے۔ اس لئے عین ممکن ہے۔ کہ اس پریشانی کی وجہ سے مسلمانوں کی وہ ان کی مرضی کے مطابق اس ایکٹ میں ترمیم یا تنسیخ منظور کرلے"

مسلمانان بمبئی کے ایک عظیم الشان جلسہ میں علمائے ہند کا متفقہ فیصلہ

بڑا گاؤں (بمبئی) مولانا مسعود علی خاں حسب ذیل برقی پیغام ارسال فرماتے ہیں:۔

محرم کے دوران میں بمبئی کے مختلف محلوں کے مسلمانوں نے ۱۲۵ مجالس منعقد کیں۔ ان مجالس میں ہندوستان کے تمام حصص کے مسلمان علماء نے مسلمانوں کو سخت تاکید کی۔ کہ نیک مسلمان بن جائیں۔ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نقشِ قدم پر چلیں۔ اور اپنی جانیں نثار کر کے بھی اسلام کی مدافعت کرنے کا طریقہ سیکھیں۔ تمام علماء میں مولانا احمد سعید دہلوی کی ایک شخصیت تھی۔ جس نے مسلمانوں کو مہاتما گاندھی کی سول نافرمانی کی تحریک کے ساتھ شامل ہونے کا مشورہ دیا۔ باقی تمام علماء نے اس تحریک کی متفقہ طور پر مذمت کی۔ اور مسلمانوں کو مشورہ دیا۔ کہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں اور آسمان پر خدائے بزرگ و برتر اور زمین پر اپنی ذات کے سوا کسی پر بھروسہ نہ رکھیں۔

آخری جلسہ مدن پورہ میں ہوا۔ جس میں ۲۵ ہزار مسلمانوں نے بہت سے علماء کی تقریروں کو گہری دلچسپی سے سنا۔ ان علماء نے مہاتما گاندھی کے غیر دانشمندانہ فعل کی مذمت کی۔ اور مسلمانوں سے درخواست کی کہ اس مہم کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھیں۔ مصرحہ ذیل قرار داد باتفاق آراء منظور ہوئی۔

قرار داد

مسلمانان بمبئی کا یہ عظیم الشان جلسہ مسلمانان ہند سے اپیل کرتا ہے۔ کہ وہ اپنے اعمال کی بنیاد شریعت اسلامیہ کو بنائیں۔ اور کانگریس کی سول نافرمانی کی تحریک سے علیحدہ رہیں۔ اپنی تنظیم۔ تعلیم اور نیک مسلمان بننے کے لئے ایک پروگرام تیار کریں۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کریں۔ اور صرف قادر مطلق پر تکیہ رکھیں۔ مقرروں کی تقریریں آلات جہیرت الصوت کے ذریعہ سے تمام سامعین تک پہنچائی گئیں۔

مسلمانان بمبئی مرکزی مجلس خلافت کے فیصلہ پر کاربند ہیں۔ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی جو کوششیں کی گئیں سب ناکام ثابت ہوئیں۔

جتھوں کی خطرناک دھمکی

معلوم نہیں یہ جتھوں کی دھمکی کب تک اس بدنصیب ملک میں اکالی صاحبان دیتے رہیں گے۔ آخر ہر معاملہ میں دو فریق ہوتے ہیں۔ جو بھی فریق ناراض ہو گیا۔ اس نے دوسرے کے خلاف مورچہ لگانے اور جتھے بھیجنے کی دھمکی دی۔ اور جتھے بھیجنے شروع کر دیئے کل حضور نظام کی حکومت کے خلاف ایک گوردوارہ کے جھگڑے میں جتھے بھیجنے کی دھمکی دی گئی تھی۔ آج پشاور میں جتھے بھیجے جا رہے ہیں۔ سکھوں کے لیڈروں کو چاہیئے۔ کہ ہمیشہ جتھے کی دھمکی نہ دیتا رہا کریں۔ چاہیئے ؎

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن
کہ جاہا کہ سپر باید انداختن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی درازیٔ عمر اور دشمنان سلسلہ کی ناکامی و نامرادی

کی

خوشی میں فاروق بک ایجنسی کی مندرجہ ذیل کتابیں ایک ماہ تک رعایتی قیمت پر

(صرف ممبران مجلس خدام خریداران اخبار فاروق قادیان دارالامان سے شائع کیا)

(۲۱ جون تا ۲۰ جولائی ۱۹۱۱ء)

نام کتاب	رعایتی	اصلی
سلسلہ کی کتابیں		
تبلیغ رسالت:۔ سوائے جلد پنجم و ششم کے جلد اوّل عہ دوم۔ سوم۔ چہارم۔ پنجم۔ ششم۔ نہم۔ دہم۔ ان جلدوں میں حضرت مسیح موعود کے نایاب اشتہارات ۱۸۷۸ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک جمع کر دیئے ہیں۔	۸ر	۱۰ر
التنقیدیہ:۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے رسالہ قبر مسیح کا مسکت و دندان شکن جواب	۱ر	۳ر
صادق کلمات:۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے رسالہ ہفوات مرزا کا جواب لاجواب	۲ر	۴ر
فیصلہ الٰہی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کا آخری فیصلہ اور اس کی اصل حقیقت کا انکشاف	۷ر	
مرقع ثنائی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا وہ پرچہ اخبار جس میں امرتسری نے مباہلہ سے انکار کیا تھا	۲ر	۴ر
فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی:۔ امرتسری کے مسلمات پر خدا نے جو آخری فیصلہ فرمایا۔ کہ ثناء اللہ کو زندہ رکھکر حضرت مسیح موعود کی صداقت کو ثابت کر دیا اس کی مکمل بحث اور اس کے ساتھ حضرت اقدس کے اصلی خط کا عکس اتار کر شامل کیا گیا ہے۔	۸ر	
علماء خلف:۔ ندوۃ العلماء نے علماء سلف نام سے ایک کتاب شائع کی جسمیں گذشتہ علماء کے اخلاق اور دینداری کے نمونے پیش کئے گئے تھے۔ خاکسار ایڈیٹر فاروق نے اس کتاب کا مصرع ثانی علماء خلف کے نام سے لکھکر موجودہ علماء کی بیدینی اور شرارتوں اور اخلاقوں کا صحیح فوٹو اتار کر پیش کر کے دکھا دیا۔ کہ ؎		
سلف جن کے وہ تھے خلف ان کے یہ ہیں		
شنائی فرار اور مباہلہ سے انکار پر حضرت اقدس مسیح موعود نے جب امرتسری کو مباہلہ کے لئے لکھا	عہ ۸ر	

نام کتاب	رعایتی	اصلی
امرتسری نے ہمیشہ انکار کیا اور فرار اور کبھی اس فیصلہ کی طرف نہ آیا۔ اس رسالہ میں دلچسپ حالات ثناء اللہ صاحب کے ہیں۔	۷ر	
عشرہ سوالات کے جوابات:۔ غیر احمدیوں کے علماء نے جو سب سے بڑے دس سوالات ایسے کئے تھے۔ جن کا جواب ان کے خیال میں سلسلہ احمدیہ نہیں دے سکتا تھا۔ ان کے مکمل مفصل اور مدلل ایسے جواب لکھے گئے ہیں۔ کہ انشاء اللہ قیامت تک نہ بھولینگے۔ چند نسخے باقی ہیں جلد منگاؤ۔ بہتر کتاب ہے ؛	عہ ۱۰ر ۲ر	۱۲ر ۴ر
النبوۃ فی الاسلام و فی الاحادیث ۲ حصہ قابل دید۔	۱۳ر ۱۰ر	
ثنائی ہرزہ درائی ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی وہ تمام گالیاں ردیف وار الف سے یکے تک اس رسالہ میں جمع کر دی ہیں۔ جو ثناء اللہ نے حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفہ اوّل رضؓ و دیگر اراکین جماعت کو اپنے اخبار اہلحدیث اور مرقع کے ذریعہ دیں ؛	۳ر ۲ر	۴ر
احمدی نمبر اوّل:۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ غیر احمدی علماء کی مماثلت حسب پیشگوئی آنحضرت صلعم ثابت کی گئی ہے۔	۵ر ۲ر	۰۲ر
بحر حقیقت:۔ محمد علی مونگھیری علیہ ما علیہ کے مریدوں کے ایک رسالہ کا جو حضرت اقدس کے خلاف شائع ہوا تھا تحقیقی جواب ؛	۴ر ۲ر	۴ر
تنقید صحیح:۔ فرقہ بابیہ نے ایک رسالہ سلسلہ احمدیہ کے خلاف لکھکر یہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی تھی کہ مہدی و مسیح موعود دو وجود ہیں۔ ایک علی محمد باب اور دوسرا بہاء اللہ۔ اس کے جواب میں مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ دمشق نے یہ لاجواب رسالہ لکھا ہے۔ جس کی تردید بابیوں سے نہ ہو سکی۔ بابی مذہب سے	عہ ۸ر	

نام کتاب	رعایتی	اصلی
واقفیت حاصل کرنے کے لئے یہ رسالہ عجیب ہے۔	۸ر	۱۴ر
اذہاق الباطل:۔ مولوی محمد علی صاحب امیر پیغام کے سابقہ عقائد جن میں حضرت مسیح موعود کی نبوت و رسالت حقیقی کا اقرار ہے۔	۱۲ر	۱ر
ہدایات زرّین۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ نے مبلغین اسلام و سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے جو مکمل ہدایات فرمائی ہیں۔ وہ اس میں درج کی گئی ہیں۔ ہر ایک احمدی کو جو شوق تبلیغ رکھتا ہے۔ اس ہدایت نامہ کا ہر وقت اپنی جیب میں رکھنا ضروری ہے۔ اور اس کے مطابق تبلیغ کرنے سے کبھی ناکامیابی نہیں ہوگی حضور کی خواہش ہے۔ کہ ہر ایک احمدی خواندہ اس پر عمل کرے ؛	۱۰ر	۱۵ر
ویدک توحید کا آئینہ۔ دیکھنے کے قابل ہے	۲ر	۱ر
ایک مسلمان کا پیغام۔ سکھوں کے نام قابل دید ہے ؛	۲ر	۱ر
تنبیہ زبان دراز:۔ ایک آریہ کی سرزنش دگوشمالی ؛	۱ر	۱ر
پیدائش عالم:۔ دیانندیوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا کا سلسلہ ازل سے چلا آیا ہے۔ اور پیدا شدہ نہیں ہے۔ اس مسئلہ پر لاجواب یہ تصنیف ہے ؛	۳ر	۱۰ر
رسالہ گوشت خوری:۔ مضمون نام سے ظاہر ہے ؛	۲ر	۱ر
دھرمپال کا کچا چٹھا:۔ قابل دید ہے	۱ر	۱۰ر

ملنے کا پتہ

منیجر فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

(ضمیمہ الاسلام پریس قادیان میں میر قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)